رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۸۱

رجسٹرڈ انگلش نمبر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ

مملکت

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ
سالانہ .... ۔/
ششماہی .... ۔/
سہ ماہی .... ۔/

شرح چندہ
سالانہ .... ۔/
ششماہی .... ۔/
سہ ماہی .... ۔/

قیمت فی پرچہ (۲)

قیمت پرانا پرچہ (۴)

جلد ۴ | ۳ر خورداد ۱۳۵۴ف | ۲۲ر جمادی الاول ۱۳۶۴ھ | ۶ر اپریل ۱۹۴۵ء یکشنبہ | نمبر ۲

ہندوستان کا سیاسی تعطل

لارڈ ویول کی انگلستان کو روانگی پر قیاس آرائیاں

لارڈ ویول کی انگلستان کو روانگی سیاسیات ہند میں ایک اہم واقعہ کہا جا سکتا ہے۔ سیاسی حلقوں کا خیال ہے کہ سیاسی تعطل کو دور کرنے کے لئے یہ پہلا قدم اٹھایا گیا ہے۔ اگرچہ بعض حلقے یہ سمجھتے ہیں کہ لارڈ ویول کی روانگی کا تعلق بالکلیہ سیاسی مسائل سے نہیں ہے مگر عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ برطانوی کابینہ سے وائسرائے کی جو گفتگو ہوگی اس میں ہندوستان کی سیاسی صورت حال اور اس کی اصلاح کی تدابیر پر بھی تبادلۂ خیالات ہوگا۔

وائسرائے نے سفر انگلستان جن حالات میں اختیار کیا اس کی نسبت برطانیہ اور ہندوستان میں جو قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں۔ اس واقعہ سے قطع نظر کر کے یورپ کی جنگ اپنی آخری منزل میں ہے۔ اور جاپان کے خلاف آخری حملہ کی تیاری کے لئے ہندوستان کو مرکز بنایا جائے گا۔ انگلستان اور ہندوستان کی سیاسی دنیا میں ایسے واقعات ظہور پذیر ہو رہے ہیں کہ لارڈ ویول کے سفر کو خاص اہمیت دی جا رہی ہے۔ چند روز سے برطانیہ کی پبلک ہندوستان کے مسائل سے خاص دلچسپی لینے لگی ہے۔ اس کے کئی وجوہ ہو سکتے ہیں مثلاً دولت عامہ کے تعلقات کی کانفرنس میں ہندوستانی نمائندوں کی تقریریں وغیرہ۔

خود ہندوستان میں متعدد عناصر نے سیاسی جمود میں ایک ہلچل سی پیدا کر دی ہے۔ ان میں سے اہم ترین واقعہ یہ ہے کہ بھولا بھائی ڈیسائی دوران جنگ کے زمانہ کے لئے کانگریس اور مسلم لیگ میں ایک قابل عمل سمجھوتہ کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ صوبہ سرحد میں کانگریسی وزارت کا قیام اور مرکزی اسمبلی میں پے در پے حکومت کی شکست سے سیاسی مسئلہ سے عوام کی دلچسپی کافی بڑھ گئی اور ملک کی زندگی کے جمود میں ایک حرکت سی پیدا ہو گئی۔ کانگریسی لیڈروں کی رہائی سے بھی عوام میں یہ خیال پیدا ہو رہا ہے کہ برطانوی عہدہ دار سیاسی صورت حال سے متعلق اپنی پالیسی پر نظر ثانی کر رہے ہیں۔

اس وقت یہ کہنا دشوار ہے کہ ان میں سے کونسا عنصر ہندوستان کی سیاسیات میں زیادہ کار فرما ہے۔ ہر شخص اپنے نقطۂ نظر سے واقعات کی تعبیر کر رہا ہے۔ ان تمام واقعات سے ایک چیز جو منظر عام پر آئی ہے وہ یہ ہے کہ برطانوی کابینہ ہندوستان سے متعلق کوئی قدم اٹھانا چاہتی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ اقدام عارضی نوعیت رکھتا ہے یا دور رس نتائج کا حامل ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان کی رائے عامہ کے لئے یہ کس حد تک قابل قبول ہوگا اور سیاسی زندگی اپنی عام حالت بد کس حد تک خود کو ترک کرے گی؟

مندرجہ بالا واقعات سے جو نتائج اخذ کئے گئے ہیں ان کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ حکومت ہند کے مشیر اصلاحات بھی لارڈ ویول کے ساتھ انگلستان گئے ہوئے ہیں۔ عام طور پر اس واقعہ کو تسلیم کیا جا رہا ہے کہ عارضی سمجھوتہ سے متعلق مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی کا فارمولا حکومت برطانیہ کے پاس روانہ کر دیا گیا ہے اور لندن میں لارڈ ویول سے اس فارمولا پر برطانوی کابینہ تبادلۂ خیالات کریگی۔ یہ بھی اطلاع وصول ہوئی ہے کہ وزیر ہند کا دفتر گزشتہ کئی ماہ سے اس مسئلہ پر غور کر رہا ہے اور متعدد کمیٹیاں ہندوستان کے دستوری مسئلہ کی جانچ و تنقیح میں مصروف ہیں اور آئندہ دستور مرتب کر رہی ہیں۔ ممکن ہے کہ حکومت ہند کے مشیر اصلاحات کی معلومات سے اس اسکیم میں مدد لی جائے جو لندن میں تشکیل دی جا رہی ہے۔

بعض حلقوں میں یہ خیال بھی پایا جاتا ہے کہ حکومت برطانیہ نے صوبہ سرحد میں جو روش اختیار کی ہے اس کی تقلید شاید دوسرے صوبوں میں بھی کی جائے۔ یہ شبہ اب یقین کی حد تک پہونچ گیا ہے کہ ڈاکٹر خان صاحب نے صوبہ سرحد میں وزارت کی دعوت اس لئے قبول کی کہ ان کو گاندھی جی کی تائید حاصل تھی جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ گاندھی جی اس خیال کے حامی ہیں کہ اگر کانگریسی ارکان پارلیمانی جد و جہد کی طرف آ جائیں تو آ سکتے ہیں۔ صوبہ سرحد میں کانگریسی وزارت کے قیام سے متعلق گورنر کا عمل اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ برطانوی حکومت کی پالیسی میں تبدیلی واقع ہو رہی ہے کیونکہ اگر گورنر کو یہ شبہ ہوتا کہ سیاسی جنگ سے متعلق کانگریس کی پالیسی میں کوئی انعطاف ہوگی تو وہ یہ قدم نہیں اٹھاتا۔

صوبہ سرحد میں کانگریسی وزارت کے قیام کے بعد سے کانگریسیوں میں یہ رجحان بہت نمایاں ہو رہا ہے کہ اس کی تقلید دوسرے صوبوں میں بھی کی جائے

بقیہ صفحہ ۹ پر

مملکت ہفتہ وار

جلد ۴	۳ خورداد ۱۳۵۴ ف	نمبر ۵۲

محرومی

اس اطلاع کی بنا پر کہ سان فرانسسکو کانفرنس میں ہندوستان کے نمائندوں کے ساتھ چند غیر سرکاری ارکان مقننہ کو بحیثیت مشیر روانہ کیا جائے گا رائٹ آنریبل مسٹر سرینواس شاستری نے ایک صحافتی بیان جاری کیا ہے اور غیر سرکاری ارکان کو متنبہ کیا ہے کہ وہ اس دھوکہ میں نہ آئیں۔ اس بیان میں آپ فرماتے ہیں:۔

میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ عوام کو حکومت کی اس تحریک کے خلاف متنبہ کروں کہ سان فرانسسکو کانفرنس میں مشیروں کی حیثیت سے بعض غیر سرکاری ارکان مقننہ کو شامل کر لیا جائے۔ مرکزی اسمبلی یا کونسل آف اسٹیٹ کے کسی غیر سرکاری رکن کو اس پوزیشن کے قبول کرنے میں دھوکہ نہ کھانا چاہئے۔ اس تجویز میں ملمع بالکل نمایاں ہے اور دنیا کی نظروں میں ہندوستان کا وقار گر جائے گا اور اس سے پبلک کارکنوں کی کئی نسلوں کا سیاسی کام بیکار ہو جائے گا۔ اہل ہند کے مطالبۂ آزادی کو چھوڑ دینے کے بعد کسی محب وطن کی شہرت خواہ وہ کتنی ہی بڑی ہو زندہ نہیں رہ سکتی۔

ہمیں مسٹر شاستری کے نقطۂ نظر سے کامل اتفاق ہے ہندوستان کے نمائندوں کے انتخاب میں حکومت ہند نے بڑی تنگ نظری سے کام لیا ہے خاص کر ایسے ہند کی نمائندگی سے متعلق حکومت ہند کا طرز عمل بے حد مایوس کن ہے۔ سر وی۔ ٹی کرشنا چاری بڑودہ کے دیوان [illegible] ضرور رہ چکے ہیں مگر وہ کسی اعتبار سے بھی ریاستوں کے نمائندے قرار نہیں پا سکتے۔ [illegible] جیسے روسا بہ جوہ اس انجام دے سکتے ہیں جداگانہ حیثیت رکھنے والی ریاستیں مثلاً حیدرآباد وغیرہ جو ایوان روسائے ہند میں شریک نہیں ہیں اس امر کی مستحق ہیں کہ انہیں علحدہ اور خصوصی نمائندگی دی جائے۔ ہمیں خبر نہیں معاہداتی ریاستیں اور بالخصوص حیدرآباد نے اس خصوص میں کیا کیا اور اپنے حقوق کی پامالی پر خاموش کیوں ہیں۔ صورت حال یہ ہے کہ سرکار ہند اور ہندوستانی ریاستیں باوجود ان عظیم قربانیوں کے جو انھوں نے اتحادیوں کی فتح کی خاطر برداشت کیں آج اس کانفرنس میں نمائندگی سے محروم ہیں جہاں دنیا کی قسمت کا فیصلہ کیا جا رہا ہے۔ ہم حضور سرکار عالی کی خدمت میں احتجاج پیش کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

بین الاقوامی صورت حال اور حیدرآباد

وہ دن دور نہیں جبکہ جرمنی کی شکست اور اتحادیوں کی فتح کی خوش خبری سے ساری دنیا گونج اٹھے گی۔ سوال یہ ہے کہ اس کے بعد کیا ہوگا؟ یورپ میں کیا ہوگا؟ ایشیا میں کیا ہوگا اور دنیا کے مستقبل کا نقشہ کن اصولوں پر مرتب ہوگا؟

مسٹر روزولٹ کے بیانات اور امریکہ کی رائے عامہ ظاہر کرنے والے واقعات کا صحیح عکس ہیں تو یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ مستقبل کی دنیا جبر و تشدد اور استحصال نا بالغ ملکتوں سے پاک ہوگی۔

اس کے برعکس مسٹر چرچل، مسٹر ایمری، اور لارڈ کرامبورن کی تقاریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ کم سے کم ہندوستان کو کسی خاص خوش فہمی کا شکار نہ ہونا چاہئے۔ کہا جاتا ہے کہ کرپس کا پیش کش اب تک برقرار ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ لارڈ ویول کا حالیہ سفر انگلستان ہندوستان کے سیاسی تعطل کو دور کرنے کا پہلا قدم ہے۔ چنانچہ لندن کا ایک اخبار تحریر کرتا ہے کہ:۔

بالآخر ہندوستانی سیاسیات کے جمود و تعطل میں زندگی اور حرکت کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ اگر انگلستان کو لارڈ ویول کی مراجعت کا یہ مطلب ہے کہ موجودہ حکمت عملی پر نظر ثانی کی جا رہی ہے تو ہم یہ توقع کرنے کی جسارت کرتے ہیں کہ یہ تعطل ٹوٹ سکتا ہے۔ اگر سر ظفر اللہ خاں کی تجاویز منظور کر لی گئیں تو دونوں فرقوں کے انتہا پسند اشخاص بھی محسوس کریں گے کہ ہم نے ان کے حق پر جانب داریات کے لئے ایک حد مقرر کر دی ہے۔ کسی حل کی دریافت ہندوستان خود [illegible] کے لئے آسان ہو جائے گی بشرطیکہ وہ ایک مرتبہ یہ حقیقت بھی طے سمجھ لیں کہ ہمارا مصمم ارادہ ہے کہ ہم اپنی راست حکومت کو ختم کر دیں۔

دوسری طرف مسٹر تیج بہادر کی کمیٹی مسٹر جناح کے تعاون و اشتراک عمل کے بغیر دستور سازی میں مصروف ہے۔ مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی اور مسٹر راجگوپال چاری اب اس بات پر آمادہ نظر آتے ہیں کہ موجودہ تعطل کسی نہ کسی طرح ختم کیا جائے۔ صوبہ سرحد میں ڈاکٹر خان صاحب نے کانگریسی وزارت قائم کر لی۔ بنگال میں کانگریسیوں کی مدد سے ناظم الدین وزارت کو ختم اور دفعہ (۹۳) کو نافذ کر دیا گیا ہے۔ ہوا کا رخ بتا رہا ہے کہ حکومت ہند کانگریس سے کوئی نہ کوئی سمجھوتہ کرے گی خواہ مسلم لیگ اس کو پسند کرے یا نہ کرے

جب ان حالات کا جائزہ لیتے ہوئے ہم اپنے گھر پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں چند چیزیں صاف نظر آتی ہیں۔ ایک یہ کہ ہماری حکومت حکومت ہند کے محکمہ سیاسیات کے قائم کردہ حدود سے تجاوز نہیں کر سکتی خواہ ہندوستان کی سیاسیات کسی قسم کی بھی کروٹ لے۔ ہمارے "عوامی" لیڈر خواہ ہندو ہوں یا مسلمان ایسے غیر منفعت بخش اور غیر حقیقی مشاغل میں منہمک ہیں کہ ہندوستانی سیاسیات کی ہر جدید اور دلچسپ ہوتی کروٹ انہیں کبھی خواب غفلت سے بیدار نہیں کر سکتی۔ ان لیڈروں کی پبلک زندگی کا ماحصل چند فرسودہ نعروں کے سوا کچھ نہیں۔ ان کی ساری سرگرمیوں اور جد و جہد کی تہ میں قیادت کے استحکام کا جذبہ مضمر ہے۔ یہ ایک ایسا افسوسناک واقعہ ہے جو حکومت کی ذمہ داریوں میں غیر معمولی اضافہ کر دیتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ حیدرآباد اپنے مستقبل سے متعلق کیا نصب العین رکھتا ہے؟ کیا ہم ہر وہ طریقہ اختیار کرنے کے لئے آزاد ہیں جو ہمارے سیاسی رتبہ کو بلند اور ہماری معاشی حالت کو بہتر بنا سکے۔ اس سوال کا جواب نفی میں ہے۔ کیا ہم اپنے سیاسی تعلقات برطانوی حکومت سے یکسر بدل سکتے ہیں

ان کا یہ توقع ہے کہ وہ خود ہندوستان کو آزاد کر دے گی یا اس ہندوستانی حکومت یا حکومتوں سے جو ایک نہ ایک دن آزاد ہندوستان کے نظم و نسق کی ذمہ دار ہوگی؟ ان سوالات کی حد تک حیدرآباد کا نقطۂ عمل واضح نہیں ہے۔

کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ حیدرآباد ان مسائل سے متعلق اپنا مسلک اور لائحۂ عمل متعین کرے اور مشاورت کا وہ سلسلہ جاری کر دے جس کے بغیر ان گتھیوں کو سلجھانا ممکن نہیں۔ حیدرآباد اور حیدرآباد کی حکومت سے متعلق برطانوی ہند اور بیرون ہند جو کافی غلط فہمیاں اور تعصبات کارفرما ہیں جن کو دور کئے بغیر حیدرآباد اپنے لئے موافق حالات پیدا نہیں کر سکتا۔ یہ ہیں چند خیالات جنہیں ہم حکومت اور پبلک اولیٰ کے غور و خوض کے لئے پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ نواب علی یاور جنگ بہادر اور نواب حسین نواز جنگ بہادر ان مسائل پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ ضرورت اس کی ہے کہ حکومت اور عوام کی ایک کامل ہم آہنگی حاصل ہو۔ ہم نواب صدر اعظم بہادر سے درخواست کرتے ہیں کہ اب وہ ان خارجی مسائل کی جانب بالکلیہ متوجہ ہو جائیں کیونکہ جنگ ختم ہوتے ہی ہم اہم ترین مسائل سے ہمیں دوچار ہونا پڑے گا اور جنگ ختم ہونے میں کچھ زیادہ دن باقی نہیں ہیں۔ سیاسی اور معاشی مسائل کا باہمی تعلق ناخن اور گوشت کا تعلق ہے۔ حیدرآباد کو چاہئے کہ پوری طرح تیار ہو کر ان مسائل کو بہتر طریقہ پر سمجھے اور اپنے موقف کو مضبوط کرنے کے لئے ملک کے غیر سرکاری افراد کا کامل تعاون حاصل کرے۔

آنریبل مسٹر گرگسن کی توسیع

حضرت بندگان اقدس نے براہ مراحم خسروانہ مسٹر گرگسن کو مزید دو سال کے لئے ممالک محروسہ سرکار عالی کی خدمت گزاری کا موقع عطا فرمایا ہے۔ ہم نے اپنی اس رائے کو کبھی پوشیدہ نہیں رکھا کہ ہم اس لائق حکومت میں کسی انگریز عہدہ دار کی شمولیت کی ضرورت کے قائل نہیں لیکن جب حضرت بندگان اقدس نے ایک انگریز رکن کے تقرر کو منظور فرمایا تو ہمارا شعار ہے کہ ایسے تقررات کو خیر مقدم کریں۔ جب انگریز رکن کا باب حکومت میں شامل کرنا طے پا چکا ہے تو اس کی ضرورت ہے کہ جو بھی اس اعلیٰ خدمت پر مامور ہو وہ ایک کامیاب مدبر اور رعایا کا بہی خواہ ہو اور ساتھ ہی ساتھ انتہائی دیانت داری۔ مسٹر گرگسن ان ساری خوبیوں کے حامل ہیں۔ وہ بہ دیانتی کو ناپسند کرتے ہیں اور بڑے محقق اور نکتہ رس افسر ہیں۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے زرعی پیداوار کی فراہمی اور تقسیم کے کام کو سرمایہ داروں سے لے کر انجمن ہائے امداد باہمی کے سپرد کیا۔ اور اس طرح کاشتکاروں اور صارفین کو (جو ملک کی ۹۵ فی صد آبادی پر مشتمل ہیں) بڑا فائدہ پہونچایا۔ مسٹر گرگسن کا دوسرا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے اجناس خوردنی کی برآمد کا تصفیہ کرنے سے قبل ملک کی غذائی ضروریات کا صحیح اندازہ کرنے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ انجمن ہائے امداد باہمی کی حالیہ توسیع، محکمہ انسداد رشوت ستانی کا قیام، محکمہ زراعت کی ترقی یہ چند ایسے امور ہیں جن کا سہرا بڑی حد تک مسٹر گرگسن کے سر ہے۔ بحیثیت ڈائرکٹر جنرل کے مسٹر گرگسن نے یہاں دو سال کام کیا اور بحیثیت صدر المہام مال تین سال۔ اگر مسٹر گرگسن کو توسیع نہ ملتی تو ملک کو صاحب موصوف کے وسیع اور بہتر تجربے سے استفادہ کا موقع نہ ملتا۔ ہم مسٹر گرگسن کو اس توسیع پر مبارکباد دیتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ باقی دور صدر المہامی میں آپ کاشتکاروں اور صارفین کی مفادات کی حفاظتی تدابیر کو مستحکم کریں گے۔

مراسلات

بخدمت جناب اڈیٹر صاحب مملکت

چیف انجنیر برقی

کچھ دنوں قبل حکومت نے یہ تصفیہ کیا کہ محکمہ برقی شہر حیدرآباد، محکمہ برقی اضلاع، محکمہ ٹیلیفون اور برقابی پراجکٹ کا ایک محکمہ قائم کر کے اس کو ایک چیف انجنیر کے تحت کیا جائے۔ چنانچہ اسی تصفیہ کے بموجب مسٹر آرسید کو چیف انجنیر بنایا گیا۔ مسٹر آرسید بعض خانگی وجوہات کی بنا پر مستعفی ہو گئے اور ان کی جگہ پر شایاں طور پر مسٹر روسن کو جو ان کے نائب تھے مقرر کیا گیا۔ مسٹر روسن پولینڈ کے باشندے ہیں اور پولینڈ پر جرمن کا قبضہ ہونے کی وجہ یہ اپنے وطن سے ہندوستان آئے اور عارضی طور پر حیدرآباد میں مقیم ہیں۔ ایسی صورت میں مسٹر روسن کا تقرر مستقلانہ نہیں ہو سکتا اور نہ یہ کسی محکمہ کے صدر ہو سکتے ہیں۔ ہندوستان میں جہاں جہاں ایسے لوگ ہیں ان کے ذمہ عارضی کام دیا گیا کیونکہ ان کو عارضی طور پر مصروف بکار رکھنا اور ان کی مالی مدد کرنا حکومت کا مقصود رہا ہے۔

ملک میں قابل افراد کے رہتے ہوئے ملک کے باہر سے لوگوں کا انتخاب کرنا اہل ملک سے ناانصافی ہے بلکہ جہاں تک ہم کو علم ہے ملک میں ایسے قابل تعلیم یافتہ اور تجربہ کار افراد موجود ہیں جو مسٹر روسن کا بہتر سے بہتر اور ذمہ دارانہ کام انجام دے سکتے ہیں۔ خواہ وہ فنی ہو یا غیر فنی۔ مگر حکومت کی نظریں آج بھی بیرون ملک پڑ رہی ہیں۔ چنانچہ نظامت تجارت اور حمل و نقل کے وقت بھی یہی ہوا۔ اگر یہ پالیسی کچھ دن اور زیر عمل رہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ملک کے بہتر سے بہتر افراد خود اعتمادی کھو بیٹھیں گے۔

مختصر یہ کہ چیف انجنیر برقی کی جگہ پر ہر صورت ملکی کا تقرر ہونا ضروری ہے۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ معیار قابلیت کے افراد ملک میں موجود ہیں۔

یہ ایک عجیب بدقسمتی ہے کہ فنی اعلیٰ معیار اور قابلیت کے لوگوں کو دوسری حکومتیں اپنے یہاں جمع کر رہی ہیں اور ہمارے ملک کے قابل افراد باہر کا رخ کر رہے ہیں ان کے خدمات کی قدردانی نہیں ہوتی۔　　　(ایک حیدرآبادی)

بخدمت جناب اڈیٹر صاحب مملکت

سگریٹوں کی قلت اور اس کے اسباب

بعض تجارت پیشہ اصحاب سے گفتگو کا مجھے موقع ملا اور ان سے سگریٹوں کی قلت کی بابت گفتگو ہوئی ان حضرات کا یہ خیال ہے کہ حیدرآباد کم دام سگریٹوں کی تیاری کی حد تک خود مکتفی ضرور ہے البتہ قیمتی سگریٹوں کے درآمد کی ضرورت پڑتی ہے اگر واقعی حیدرآباد کم دام سگریٹ کی حد تک خود مکتفی ہے تو بیرون ملک کا تیار کردہ مال کہاں جاتا ہے جہاں تک ہمیں علم ہے یہ کہا جا رہا ہے کہ چیدہ واشنگٹن چارمینار اور گولکنڈہ کمپنی کے نقلی سگریٹوں کی تعمیر منظم طور پر نہیں کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اور اضلاع میں سگریٹ کا مصنوعی قحط پایا جاتا ہے جس کی تمام تر ذمہ داری تھوک فروش سگریٹ تاجروں پر عائد ہوتی ہے۔ چند بیوپاری اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر اس امر کا ادعا کرتے ہیں کہ بعض تھوک فروش تاجروں کو اس کی ضروریات سے زیادہ مال دیتے ہیں جو اس مال کو چور بازاری میں فروخت کرتے ہیں اور کافی منافع پر فروخت کر ڈالتے ہیں۔ ایسی صورت میں تھوک فروش تاجر کے مال میں کمی کر کے اس کو چلر فروشوں میں تقسیم کیا جائے تو چور بازاری اور بیرون ملک کی برآمد کی روک تھام ممکن ہے۔ صورت مفروضہ [illegible]

انجمن ہائے ترقیات کا قیام

امداد باہمی کے اصول پر غلہ کی فراہمی و تقسیم

حکومت سرکار عالی کی غذائی پالیسی کو زیادہ موثر طور پر نافذ کرنے کے لئے تمام اضلاع کے صدر مقامات میں امداد باہمی کی تعلقہ واری انجمن ہائے ترقیات کا قیام عمل میں آیا ہے۔ ان انجمنوں کے قیام کا محرک یہ خیال ہے کہ اجناس خوردنی کی فراہمی اور تقسیم کے انتظامات کے ذریعہ پیدا کنندوں اور صارفوں اور تاجروں کے نمائندوں کو اصول امداد باہمی کی اساس پر باہم اس طرح مربوط کر دیا جائے جو دونوں کے حق میں مفید ثابت ہو۔

ممالک محروسہ سرکار عالی کے مختلف حصوں میں ۱۰ سے زیادہ گودام امداد باہمی کے اصول پر کام کر رہے ہیں اور اب یہ کوشش جاری ہے کہ باشندوں کی رضامندی سے تمام مواضعات میں اس قسم کے گودام قائم کر دئے جائیں۔ ان گوداموں میں جو غلہ وصول ہوگا وہ اراکین کو قرض دیا جائے گا اور اس سے جو منافع حاصل ہوگا وہ مصارف انتظام منہا کرنے کے بعد اراکین میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

حکومت کا یہ بھی ارادہ ہے کہ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کو حیدرآباد کوآپریٹیو کارپوریشن میں تبدیل کر دے تاکہ ممالک محروسہ میں بے قرضہ انجمن ہائے امداد باہمی کی عاقی تنظیم مکمل کی جا سکے۔

حکومت سرکار عالی نے اپنی غذائی پالیسی کو مرتب کرنے اور روبعمل لانے میں پبلک کی رائے اور اشتراک عمل کو ہمیشہ انتہائی اہمیت دی کیونکہ ہر شخص کی بنیادی اور اہم ترین ضرورتوں کی تکمیل سے اس پالیسی کا بہت قریبی تعلق ہے۔ مواضعات میں مجالس اغذیہ اور تمام تعلقوں اور ضلعوں اور مرکز میں مشاورتی مجلس اغذیہ اس غرض سے قائم کی گئی ہیں کہ دیہاتوں سے لے کر شہروں کی آبادی کے ہر ایک حصہ کے خیالات سے قریبی ربط قائم ہو جائے۔ گزشتہ سال کے تجربہ سے یہ پتہ چلا ہے کہ اگرچہ ادارہ غذائی پالیسی کے عام اصول مرتب کرنے میں کارآمد ثابت ہوئے ہیں لیکن حالات کا تقاضہ یہ ہے کہ اس پالیسی کو دیانت کے ساتھ موثر طور پر نافذ کرنے کے لئے مزید ذرائع کی ضرورت ہے۔ ممالک محروسہ کے بعض حصوں میں عہدہ داران مال کو مقامی مسائل اغذیہ کو حل کرنے کے لئے امداد باہمی کے اصول کے آزمائشی نفاذ میں جو کامیابی ہوئی ہے اس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ موجودہ نظام کی خامیوں کو کیوں دور کیا جا سکتا ہے اور اس مسئلہ سے متعلق مختلف سرگرمیوں کی مناسب نگرانی کس طریقہ پر کی جا سکتی ہے۔

کثیر ترین تعداد کا بیش ترین فائدہ

مشاورتی مجلس اغذیہ نے کچھ عرصہ قبل یہ مسئلہ پیش کیا تھا اور اس بات پر زور دیا تھا کہ حکومت اجناس خوردنی کی وصولی اور تقسیم کے انتظامات کے ذریعہ پیدا کنندوں، صارفوں اور تاجروں کے نمائندوں کو امداد باہمی کی اساس پر عملاً باہم مربوط کرنے کی صورتیں جلد از جلد اختیار کرے اس کے علاوہ باخبر پبلک کے اس مسئلہ پر متوجہ ہونے کا مزید ثبوت اس طرح ملا کہ مقامی اخبارات نے اس تجویز سے دلچسپی لی اور حکومت سے اس پر غور کرنے کی سفارش کی۔ چنانچہ حکومت نے ان علاقوں کے تجربات کو پیش نظر رکھ کر جہاں غذائی انتظامات امداد باہمی کے اصول پر کئے گئے تھے اس مسئلہ کی جانچ پڑتال کی اور اب وہ اس نتیجے پر پہونچی ہے کہ امداد باہمی کے اصول پر مبنی غذائی انتظام میں نہ صرف یہ خوبی ہے کہ وہ ان تمام بے قاعدگیوں سے مبرا ہے جو انفرادی جد و جہد پر مبنی موجودہ انتظام میں ہونا لازمی ہے بلکہ بہ حیثیت نقطہ نظر سے یہ پیدا کنندوں اور صارفوں کے لئے تعلیمی اہمیت بھی رکھتا ہے اور انہیں ایک ایسے کاروباری نظام میں ایک دوسرے سے قریب تر کر دیتا ہے جو دونوں کے لئے فائدہ بخش ہے۔

تعلقہ واری انجمن ہائے ترقیات

فی الحال تمام اضلاع کے صدر مقامات میں امداد باہمی کی تعلقہ واری انجمن ہائے ترقیات قائم کر کے اس کام کا آغاز کیا جا رہا ہے اور انجمن کے مناسب انتظام اور نگرانی کے لئے جب حالات موافق ہو جائیں گے تو دوسرے تعلقوں میں بھی اس قسم کے ادارے جلد از جلد قائم کئے جائیں گے امداد باہمی کے تمام انجمنیں اور تعلقہ میں رہنے والے ایسے افراد جو دس روپے قیمت والا کم از کم ایک حصہ خریدیں انجمن کے رکن ہو سکیں گے۔ ان انجمنوں کا انتظام تعلقوں کے صدر مقاموں کی مجالس کے تفویض ہوگا جو تعداد میں ۷-۹ ہوں گی ۳-۵ مواضعات کے مجموعوں میں قائم شاخوں میں کام کرنے والی ترقی مجالس کی نمائندہ ہوں گی تحصیلدار، عہدہ دار متعلقہ تعلقوں کے صدر ہوں گے

مفوضہ کام

ابتدائی دور میں تعلقہ کی انجمن نشر و اشاعت اور محکمہ زراعت کی جانب سے زرعی ضروریات کی تقسیم کا بھی انجام دے گی۔ اس کے علاوہ وہ ذخائر کی تصدیق اور سوکھنگ، چائے، بیڑی، تمباکو، ملی اور دالوں جیسی اشیاء کی درآمد و برآمد کے لئے محکمہ رسد اور حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کے ساتھ ہوئے اجازت ناموں کی تقسیم کا کام بھی انجام دے گی۔ یہ انجمن ذخیروں کی تصدیق کرنے والے اشخاص ملازم رکھے گی جنہیں محکمہ جات مال اور امداد باہمی مقامی تجربہ کار اشخاص میں سے منتخب کریں گے اور جن کو اس کام کے لئے اجرت دی جائے گی۔ جو اراکین اجازت نامے حاصل کرنے کے لئے ذخائر سے متعلق غلط اطلاعات دیں گے وہ انجمن سے نکال دئے جائیں گے اور محکمہ رسد اور حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کی جانب سے انہیں اجازت نامے حاصل کرنے سے محروم کر دیا جائے گا۔

اجناس خوردنی کی خرید

کسی ایسے انجمن کے لئے جن کے پاس کافی سرمایہ مختص ہو یہ موزوں ہوگا کہ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کی جانب سے اپنے حلقہ میں غلہ خریدے اور ذخیرہ کرے اور اگر ضرورت ہو تو اس کو دیہی اور شہری علاقوں میں تقسیم کرے۔ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن انجمن کے کاروبار کو ترقی دینے میں ہر ممکن امداد دے گا۔ چنانچہ انجمنوں کو اس کی اجازت ہوگی کہ وہ خریداری کا اجارہ حاصل کرنے والے احکام کے تحت دھان خریدیں اور اس کو چاول کی شکل میں حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کے ہاتھ فروخت کریں یہ ایک ایسی رعایت ہے جو حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کے انفرادی کارندوں کو حاصل نہیں۔ نلگنڈہ اور محبوب نگر جیسے پیداوار کی قلت والے اضلاع میں تعلقوں کی انجمنوں کو یہ اختیار ہوگا کہ اگر ان کے پاس کافی سرمایہ ہو تو وہ دہاں کے علاوہ مشترکہ ادائی حصہ پیداوار کے احکام کے تحت دوسرے اجناس خوردنی بھی خریدیں اور مقامی ضروریات کے لئے ذخیرہ کریں۔

ادارہ کی نوعیت

جب کوئی انجمن کافی ترقی کرے گی تو تعلقہ کے مقامی اداروں کا انتظام بھی اس کے تفویض کر دیا جائے گا تاکہ وہ مشترکہ ادائی حصہ پیداوار کے احکام کے تحت جمع ہونے والے اجناس وصول اور ذخیرہ کرے۔ اس صورت میں محکمہ رسد اور محکمہ امداد باہمی انجمن کے اس اہم کام اور حسابات کی نگرانی کے لئے ضروری انتظام کریں گے۔ چنانچہ تعلقہ کی انجمن اس طرح بتدریج ترقی کر کے ترقی کرے گی اور بہ حیثیت مجموعی تعلقہ میں مختلف نوعیتوں کے کام کرنے والا ادارہ بن جائے گی اور پیدا کنندہ، صارف اور فروخت کنندہ تینوں کے مفاد کی نمائندہ ہوگی۔

(دنی)

برطانوی ہند میں کپڑے کا قحط

کارخانہ داروں اور تھوک فروشوں کا جذبہ استحصال

ہمارے ملک کی نوکر شاہی نے اپنی بدنظمی کا ایک نیا شاہکار پیش کیا ہے۔ ابھی قحط سالی کے اثرات دور نہیں ہونے پائے تھے کہ وبائی امراض نے آگھیرا اور اب بیکی اور مصیبت نمودار ہو گئی ہے۔ لوگوں کو پہننے کے لئے کپڑا نہیں ملتا۔

حکومت نے ملک سے کپڑا باہر بھیج کر اس مصیبت کو اور زیادہ شدید بنا دیا ہے۔ ہندوستان میں ہر سال چار ارب ستر کروڑ گز تیار ہوتا ہے جس میں سے ساٹھ کروڑ گز یعنی دس فی صدی کپڑا حکومت باہر بھیج دیتی ہے اس کے علاوہ پچھتر کروڑ گز یعنی ۱۱ فی صدی کپڑا فوجی ضروریات کے لئے الگ کر لیا جاتا ہے۔ اس طرح ہندوستان میں جتنا کپڑا تیار ہوتا ہے اس کا بیس فیصدی حصہ اس ملک کے باشندوں کو نہیں ملتا۔

کپڑے کی موجودہ قلت کے زمانہ میں عوام کو بیس فی صدی کپڑے سے وہی حکومت محروم کر سکتی ہے جس کو عوام کی مصیبتوں کی کوئی پروا نہ ہو۔ حالانکہ آج کے حالات میں ایسا کرنے کی کوئی وجہ بھی نہیں۔ فوجی ضرورتوں کے لئے کپڑا امریکہ یا برطانیہ سے منگایا جا سکتا ہے۔ مشرق وسطیٰ کے ممالک بھی ہندوستان کے بجائے انہیں ملکوں سے کپڑا منگا کر اپنی ضرورتیں پوری کر سکتے ہیں۔

آج سے چار سال پہلے حکام کو اس بات کا احساس ہو چلا تھا کہ اس ملک میں کپڑے کی کمی روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے سستا کپڑا تیار کرنے کی ایک سکیم بھی جاری کرنی چاہی۔ مگر کپڑا بنانے والے سرمایہ داروں نے اس کاغذ کی ناؤ کو وہیں ڈبو دیا۔ تین سال بعد جب آخر کار مل مالکوں کو اسٹنڈرڈ کلاتھ تیار کرنے پر مجبور کیا گیا تو انہوں نے کپڑے کے تاجروں سے ساز باز کیا اور کپڑے کی تقسیم کا سارا نظام درہم برہم کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ اسکیم کامیاب نہ ہو سکی۔

کچھ دن بعد حکومت نے کپڑے کی قیمتوں کی نگرانی اور پیداوار کا زیادہ بہتر انتظام کرنے کے لئے ایک ٹکسٹائل کنٹرول بورڈ بنایا۔ مگر دانائی ملاحظہ ہو کہ اس کا انتظام انہی سرمایہ داروں کو سونپ دیا گیا جو قیمتوں کی نگرانی کے سخت مخالف تھے۔ اور پیداوار میں اضافہ کرنا بھی نہیں چاہتے تھے کیونکہ اس سے قیمت کم ہونے کا اندیشہ تھا۔

اس بات کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ بورڈ نے کہاں تک کوئی مفید خدمت انجام دی ہوگی۔

بورڈ نے پہلا اصول یہی بنایا کہ کارخانوں کے اندرونی نظم میں مداخلت نہیں کی جائے گی۔ کسی نے نہیں پوچھا کہ مداخلت نہیں کی جائے گی تو پیداوار کی تنظیم کیسے ہوگی اور سستا کپڑا کیسے تیار کیا جائے گا؟ اس کے بعد ہندوستان میں صورت یہ ہے کہ بورڈ نے احکامات جاری کئے اور مل مالکوں نے ان کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا۔

کپڑے کے کارخانوں کے مالکوں اور سرمایہ داروں نے عوام کو لوٹنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ انھوں نے من مانا دام وصول کیا اور عوام کی مصیبت سے فائدہ اٹھا کر ہزاروں لاکھوں روپیہ نفع حاصل کیا۔

اسی لئے انھوں نے کوشش کی کہ قیمتوں پر کنٹرول نہ عائد کیا جائے۔ انہی کی بدولت سستا کپڑا تیار کرنے کی اسکیم کامیاب نہ ہو سکی۔ انھوں نے مزدوروں کے تعاون سے پیداوار میں اضافہ کرنے سے بھی انکار کر دیا ہے۔ ٹکسٹائل بورڈ کے صدر مسٹر تھاکرے خود ایک بڑے سرمایہ دار ہیں اور سرمایہ داروں کے پشت پناہ ہیں۔ انھوں نے تنگی کا سبب یہ بتایا ہے کہ کپڑا ملک سے باہر جا رہا ہے۔ موجودہ حالات میں کپڑا ملک سے باہر بھیجنا یقیناً غلط ہے لیکن حکومت کی اس غلطی کی آڑ میں سرمایہ دار اپنے کالے کرتوت کی پردہ پوشی نہیں کر سکتے۔ مسٹر تھاکرے نے بڑی خوشی ظاہر کی کہ کپڑے کی پیداوار میں ۳۰ فی صدی کا اضافہ ہو گیا ہے لیکن جنگ کے حالات میں جتنی تیزی سے پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے اس کے مدنظر یہ اضافہ کوئی قابل ذکر چیز نہیں۔ اگر سرمایہ دار رکاوٹیں نہ پیدا کریں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ابھی بیس فی صدی اضافہ کی اور گنجائش باقی ہے —— لیکن ان سرمایہ داروں کو صرف اپنے فائدے سے مطلب ہے پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے وہ کبھی مزدوروں کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ بونس اور معقول اجرت وغیرہ کے بارے میں مزدوروں کے جائز مطالبات پورے نہیں کئے جاتے اور نہ ان کی شکایتیں دور کی جاتی ہیں۔ مزدوروں کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہے۔ انہیں بلا وجہ نوکری سے الگ کیا جاتا ہے۔ انہیں طرح طرح سے پریشان کیا جاتا ہے۔ پھر مزدوروں میں پیداوار بڑھانے کا جذبہ پیدا ہو تو کیسے؟

مل مالکوں کے ساتھ کپڑے کے بیوپاریوں نے ساز باز کر لیا ہے جس سے کپڑے کی اسکیم کو ناکام بنانے میں ان کا بھی ہاتھ تھا۔ چور بازار انہیں کے دم سے قائم ہے۔ نوکر شاہی یہ دیکھ رہی ہے کہ دشمن اپنی چالبازیوں میں اگر کامیاب ہوتے ہیں تو صرف اس لئے کہ حکام بھی ان کی پشت پر ہیں اور پولیس بھی چپ چاپ تماشا دیکھتی رہتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ سرمایہ داروں اور نوکر شاہی کا مفاد ہے۔ ہم اس میں کیوں دخل دیں۔ وہ عوام کی مصیبتوں کو بالکل نہیں دیکھتے۔

عوام کی ضروریات پوری کرنے کی طرف آج کی نوکر شاہی نے توجہ دی ہے تو صرف مزدوروں اور ان کی پرستش نے اپنی بے شمار مشکلات کے باوجود انھوں نے کبھی ہڑتال نہیں کی۔ وہ جانتے تھے کہ اس سے کپڑے کی پیداوار کم ہو جائے گی۔ اس کے باوجود پیداوار میں اضافہ نہیں ہوا تو اس کی وجہ یہی تھی کہ مل مالکوں نے ان سے تعاون نہیں کیا۔

پیداوار بڑھانے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ مزدوروں کے تعاون سے ایک مکمل اسکیم بنائی جائے اور اس پر باقاعدہ عمل ہو جائے۔ اگر سرمایہ دار اس پر تیار نہ ہوں تو حکومت کو چاہئے کہ کپڑے کی صنعت کا انتظام خود اپنے ہاتھ میں لے۔ موجودہ ٹکسٹائل بورڈ ختم کرکے عوام کے نمائندوں کا بورڈ بنانا چاہئے جس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ مزدوروں کے تمام جائز مطالبات پورے کئے جائیں۔ کپڑے کی قیمت کم کی جائے اور جب تک خود اس ملک کی ضرورتیں پوری نہ ہو جائیں کپڑا باہر نہ بھیجا جائے۔

کپڑے کی موجودہ قلت کو دور کرنے کا اس کے سوا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اس کی اصلی ذمہ داری ہمارے ملک کی محب وطن پارٹیوں پر ہے۔ (قومی جنگ)

سپرو تجاویز مسلم لیگی نقطہ نظر کو نظر انداز کرتی ہے

[illegible] لاری صاحب مسلم لیگی رکن [illegible] نے پریس سے دوران ملاقات میں سر تیج بہادر سپرو کی [illegible] کو یوں تار کے ذریعہ بھیجی ہوئی [illegible] زنی کرتے ہوئے کہا کہ قرار داد مسلم لیگی نقطہ نظر کو کامل طور پر نظر انداز کرتی ہے لیگ کے دو بنیادی مطالبات ہیں۔ وفاق کو خاتمہ اور مرکزی اور صوبجات میں مخلوط وزارتوں کا قیام۔ مسلم لیگی مطالبہ کے بالکل برعکس سپرو کمیٹی [illegible] کرتا چاہتی ہے [illegible] جنگ کی صورت میں بھی [illegible] نہیں کر سکتی [illegible] پاکستان [illegible]

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

بیان کیا جاتا ہے کہ مولوی صاحب معتمد .... نے اپنے صاحبزادہ کی شادی کے موقع پر ایک عشائیہ ترتیب دیا تھا جس میں کئی سو مہمان مدعو تھے۔ مولوی صاحب کا شمار حیدرآباد کے چوٹی کے وکلاء میں ہوتا ہے اس لئے قانون کے مضمرات اور اونچ نیچ سے آپ سے زیادہ کون واقف ہو سکتا ہے۔ اور یقیناً آپ نے اس پر مسرت تقریب کے موقع پر قانون کی صریح خلاف ورزی تو نہ کی ہوگی۔ (میزان)

ہمیں بتایا گیا ہے اور ہم اس بیان کی تصدیق کرنے کی کوئی وجہ نہیں پاتے کہ گزشتہ سال کی برآمد کیا مرمت ہو گئی اور توسیع اجازت ناموں کے اجراء میں تاخیر ہو جانے کی وجہ سے تقریباً ½ ۱ کروڑ روپیہ کا نقصان ملک کو بہ حیثیت مجموعی برداشت کرنا پڑا۔ یہ ایک بہت نامناسب اور بہت بڑا نقصان ہے۔ (پیام)

واقعہ یہ ہے کہ معاصر محترم نے یہ اداریہ یکم اپریل کو شائع کیا تھا۔

اب ہم معاصر کی اطلاع دیتا ہے کہ ..... ناظم صاحب جنگلات ملک سرکار عالی نے یہ احکام صادر فرمائے ہیں کہ اگر محکمہ جنگلات کے کسی ملازم کو بحیثیت اتفاقی کی ضرورت ہو تو دو آنہ روزانہ قبل از وقت پیش کرے اور دو گھنٹوں کے اندر کم از کم ایک ... کو قتل ہوگا۔

اگر ناظم صاحب یہ حکم دیتے تو زیادہ صحیح ہوتا کہ کوئی ملازم جنگلات جانور کی قبل از وقت اجازت حاصل کئے بغیر شکار نہیں کر سکتا نیز اس کو پاس کے متعلقین کو بلا منظوری ناظم صاحب کوئی حادثہ پیش آ سکتا ہے۔

ہسپانوی فرانکو کانفرنس شاید ملتوی ہو جائے۔ (اخباری سرخی)

شاید یہ نتیجہ ہے روسلافٹ جنرل سے مشورہ کئے بغیر سردار ولبھ بھائی پٹیل پارٹی کو ان کا نمائندہ مقرر کرنے کا۔

ہندوستانی تاریخ و تمدن سے سوویٹ روس کی دلچسپی (اخباری سرخی)

کہیں ہندوستان میں تیل کے چشمے تو برآمد نہیں ہو رہے ہیں؟

معاصر "پیام" کا نامہ نگار خصوصی تحریر کرتا ہے کہ "یہ صحافتی کانفرنس انجمن مسلم تاجران کی طرف سے طلب کی گئی تھی اس سے میرے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا کہ کیا ہندو تاجروں کا مفاد مسلم تاجروں کے مفاد سے کچھ مختلف ہے۔ میں نے مولوی شیخ احمد صاحب معتمد انجمن مسلم تاجران سے دریافت کیا کہ آیا اس قسم کی طبقاتی جدوجہد کے لئے متحدہ محاذ بہتر نہیں ہوگا اس پر انھوں نے جواب دیا کہ اس جلسے میں انجمن تاجران اجناس کے نمائندے موجود ہیں جن سے آپ گفتگو کر رہے ہیں اور یہی ہمارا متحدہ محاذ ہے۔ پھر بھی میں یہ نہ سمجھ سکا کہ مسلم تاجروں کے الگ پلیٹ فارم کی پھر کیا ضرورت تھی۔"

اس کو فوجی اصطلاح میں "کیموفلاج" کہتے ہیں۔ مسلم مرچنٹس اسوسی ایشن کے کندھے پر بندوق رکھ کر گرین اینڈ سیڈس مرچنٹس اسوسی ایشن شکار کھیلنا چاہتی ہے۔

مسٹر بینے، کرن داس ایجنٹ ہوکس فروش ڈپو نے کمشنر پارچہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے فرمایا کہ "اب حکومت یا عوام سے کسی قسم کی شکایت وصول نہ ہوگی کیونکہ پارچہ مناسب اور موزوں طریق پر تقسیم کیا جا رہا ہے۔" (ایک خبر)

مگر گستاخی معاف۔ مناسب اور موزوں طریق پر بازار سے پارچہ کیوں غائب ہو رہا ہے؟

اب جبکہ جنگال میں دفعہ (۹۳) کا اعلان ہو چکا ہے اور کوئی ایک جماعتی وزارت موجود نہیں ہے تو اسمبلی کی تمام جماعتوں کو ایک جمہ جماعتی وزارت تشکیل دینی چاہئے۔ (ریاست)

اگر سنہ ۱۹۱۶ء میں یہ روش اختیار کی جاتی تو تقسیم ہند کا سوال ہی کیوں پیدا ہوتا؟ اس وقت تو ہر صغیر پر مہر گیر حکومت کا جھوٹ سوار تھا اور ایک جماعت ایک قائد کا نعرہ لگایا جا رہا تھا۔ مگر آج یہ کیا بات ہے کہ یہ دل پھر طرفات کثیر جماعت کو جا رہے ہیں!

اخبارات میں ایک اطلاع شائع ہوئی ہے کہ "راولپنڈی میں کانگریسی کارکنوں کا ایک جلسہ ہوا۔ نشانہ کانگریسی کارکنوں کے مابین گالی گلوچ اور ہاتھا پائی ہوگئی۔"

ہمارے نامہ نگار خصوصی کا بیان ہے کہ گالی گلوچ اور ہاتھا پائی تک میں جمہوریت کے اصول کی پوری پوری پابندی کی گئی۔

روس اور ترکی کے تعلقات کی قدیم تاریخ سے واقف ہوتے ہوئے یہ گمان مبالغہ آمیز نہیں ہو سکتا کہ ان دونوں کے درمیان سب سے بڑا مابہ النزاع مسئلہ درہ دانیال کا مسئلہ ہے ——— اور یہ بہت قدیم مسئلہ ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ مسئلہ روسی شہنشاہیت کی یادگار ہے۔ (ایک معاصر)

اگرچہ ہندوستان کی کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر مسلسل یہ پرچار کر رہے ہیں کہ اشتراکی ممالک سوویٹ روس کے سہارے زندہ اور ترقی کر رہے ہیں مگر جمہوریت پسندوں کا خیال ہے کہ روسی شہنشاہیت خونین انقلاب سے گزرتے ہوئے سنہ ۱۹۴۵ء میں روسی قومیت کی صورت میں نمودار ہو رہی ہے۔ انقلاب زندہ باد!!

مدراس نے گرو کا جو گوشوارہ مرتب کیا ہے معترض کیا تھا اس کی مقدار کو صرف ایک سو حیدرآبادی تک کیا جا سکا جس کا سبب غالباً وہی تاخیر اور ان کا غلط انتخاب تھا جن کو وہ آگے بڑھا رہے تھے۔ (پیام)

جب گرو کی وزارت کے پرست مولوی مقصود احمد خاں صاحب کو دے گئے ہوں تو ہم حیران ہیں کہ اس کو غلط انتخاب کیسے کہا جا سکتا ہے؟

مابعد جنگ ہندوستان میں کیا ہونا چاہئے

زرعی مسائل کو تقدم حاصل ہو

موجودہ جنگ نے دنیا کے تمام امن پسند لوگوں کو اس بات پر متفق کر دیا ہے کہ آئندہ کی دنیا میں امن برقرار رکھنے کے لئے دنیا کو از سر نو اس طرح ترتیب دیا جائے کہ بھوک اور بیماری اور غربت کے بھنور سے ہٹ جائیں۔ آئندہ کی دنیا کا ڈھانچہ انصاف، برابری اور سچائی پر بنایا جائے۔

اب ذرا اپنے ملک پر نظر ڈالئے۔ ہندوستان دنیا کا ایک حصہ ہے۔ اگر مشین کا ایک پرزہ خراب ہو تو مشین چل نہیں سکتی۔ اسی طرح اگر دنیا کا ایک بھی ملک ترقی کی راہ سے ہٹ کر پیچھے اور تباہ حال رہے تو دنیا کو پھر کسی نہ کسی دن لڑائی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ انسانی زندگی کا ہر پہلو۔ زراعت، صنعت، تعلیم، کلچر اور سائنس وغیرہ وغیرہ ترقی کی طرف اٹھ رہا ہے۔ ہمارا ملک ترقی کی راہ میں مغربی ملکوں سے پیچھے ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ہم ترقی کے قابل نہیں ہیں۔ یا ہمارا ملک اس قدر غریب ہے کہ یہاں ترقی غیر ممکن ہے۔ ہمارے پیچھے رہ جانے کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنا کام بہت دیر میں شروع کیا۔ اور یہ بھی پکا ہے کہ دنیا کی دوسری ترقی یافتہ قوموں کے ساتھ دوش بدوش چلنے کے لئے ہمیں سخت محنت کرنا پڑے گی۔ ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اسی میں ہماری اور ہمارے ملک کی بھلائی ہے۔ ہندوستان ایک بڑا ملک ہے۔ اس کی زمین میں اتنی اہلیت ہے کہ ہماری ضرورت سے کہیں زیادہ پیدا کر سکے۔ کھانے پینے کی چیزوں کے علاوہ ایسا کچا مال جو صنعت و حرفت کے کام آئے اور ہماری بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کر سکے۔ بہتات سے موجود ہے۔ ملکی ترقی کے لئے ہمارے پاس آدمیوں کی کمی نہیں۔ کام کرنے والوں کے لئے ہم دوسرے ملکوں کے محتاج نہیں۔ ہمارے ملک میں اتنا سرمایہ بھی موجود ہے جس سے ہم کام شروع کر سکتے ہیں۔ جوں جوں کام بڑھتا جائے گا۔ سرمایہ بھی بڑھتا جائے گا۔ اور یہ سرمایہ پھر ہماری ضروریات کی چیزیں پیدا کرنے اور ترقی کے لئے کام میں آتا جائے گا۔

جنگ سے پہلے ہمارے ملک کی حالت اچھی نہ تھی۔ زراعتی ملک ہوتے ہوئے بھی ہم چاول کے لئے برما کے محتاج تھے۔ شکر جاوا سے اور گیہوں آسٹریلیا سے منگاتے تھے۔ جنگ کی وجہ سے یہ چیزیں باہر سے نہ آ سکیں۔ اور گزشتہ سال کے تجربے نے ہم کو بتا دیا کہ زراعت ہم کو بڑھانا ہے۔ صنعتی مال دوسرے ملکوں سے آتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جنگ کے بعد اپنی ضرورت کی چیزیں خود پیدا کریں۔ تاکہ ہماری بیکاری کا مسئلہ بھی حل ہو جائے۔ ہماری تعلیمی حالت بے حد پست ہے۔ بغیر تعلیم کے کوئی ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ جس طرح مشین کے لئے تیل کی ضرورت ہے اسی طرح ملکی ترقی کے لئے تعلیم یافتہ افراد کی۔

ملکی ترقی کا اصلی منشاء یہ ہوتا ہے کہ افراد کی زندگی کا معیار بلند کیا جائے۔ اور ہر شخص کو کام مل سکے۔ یہ منشا اسی وقت پورا ہو سکتا ہے۔ جب ایک طرف تو لوگوں کی آمدنی بڑھائی جائے اور دوسری طرف زراعت، صنعت و حرفت اور دوسرے کاموں کو فروغ دے۔ جب تک کام کرنے والوں کی آمدنی نہ بڑھے گی اور ان کا رہن سہن پست رہے گا اس وقت تک زراعتی اور صنعتی ترقی خاطر خواہ نہیں ہو سکتی۔ پھر یہ بھی ٹھیک ہے کہ جب تک زراعتی اور صنعتی ترقی نہیں ہوگی لوگوں کی نہ آمدنی بڑھ سکے گی اور نہ معیار بلند ہو سکے گا۔ اس لئے یہ دونوں چیزیں ساتھ ساتھ شروع ہونا چاہئے۔ تعلیم اور خاص کر ٹیکنیکل تعلیم کے ذریعہ کام کرنے والوں کو اچھا اور زیادہ سے زیادہ پیدا کرنا سکھلایا جائے۔ ان کے لئے مفید کھانا اور صاف ستھرے مکان کا انتظام کیا جائے۔ تاکہ وہ زیادہ اور اچھا پیدا کر سکیں۔ اور ملک کو ترقی کی راہ پر لگا دیں۔ آئیے اب دیکھیں کہ کہاں تک اور کس طرح ملک میں ترقی کی جا سکتی ہے۔

جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں ہندوستان ایک زراعتی ملک ہے لیکن ملکی پیداوار ابھی پرانے اصولوں کے ماتحت ہے۔ پرانے ہل سے اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر کاشت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسان زیادہ غلہ نہیں پیدا کر سکتے۔ جنگ کے بعد ملک کے رہنماؤں کا فرض ہے کہ زراعت کو نئے اصولوں پر ترتیب دیں۔ زراعت کی ترقی دو اصولوں پر ہونی چاہئے۔ ایک تو یہ کہ ملک میں کھانے پینے کی چیزیں کافی مقدار میں پیدا کی جائیں تاکہ ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات پوری ہو سکیں۔ دوسرے یہ کہ ایسا کچا مال پیدا کیا جائے جو صنعت کو بڑھا سکے۔ ان دو اصولوں کو پورا کرنے کے لئے ہمیں بہت سے کام کرنے ہوں گے اول یہ کہ پیداوار کا مناسب نرخ مقرر کیا جائے تاکہ کسان کے پاس اتنا روپیہ بچ جائے جو ان کی دوسری ضروریات کو پورا کر سکے اور ان کے رہن سہن کے معیار کو بلند کرے۔ ہماری ستر فیصدی آبادی زراعت سے وابستہ ہے۔ اگر ستر فیصدی کا رہن سہن بلند ہو جائے تو ہماری صنعتی پیداوار کے لئے ایک بہت بڑی منڈی ہاتھ آ جائے گی۔

اس ترقی کے لئے کئی چیزیں ضروری ہیں کسانوں کے کندھوں پر سے قرض کا بوجھ ہلکا کیا جائے اور ایسے قانون بنائے جائیں جو زراعت کے بڑھانے کے لئے مفید ہیں۔ زمین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کرنے سے روکا جائے اور زراعت بڑے بڑے ٹکڑوں پر ہو تاکہ مشین والے ہل استعمال ہو سکیں۔ آبپاشی کی سہولتیں بہم کی جائیں کھاد اور خاص کر کیمیکل کھاد کے کارخانے کھولے جائیں۔ گوبر بجائے جلانے کے کھات کے کام ہی لایا جائے۔ چند سال کے تجربوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اچھی کھاد اور آبپاشی کے ذریعے کھیت کی پیداوار کئی گنا زیادہ ہو سکتی ہے اس کے علاوہ جو زمین بے کاشت پڑی ہے یا ادسر ہو گئی ہے اسے کاشت کے قابل بنایا جائے۔ سرمایہ بہت ضروری ہے۔ جب تک کسان اچھی جگہ نہ رہے گا اور گاؤں سے غلاظت صاف نہ کی جائے گی بیماریوں پر قابو نہیں پایا جا سکے گا۔ گاؤں میں صاف ستھرے مکانات، اسکول، ہسپتال، آمد و رفت کے دوسرے ذرائع مثلاً بجلی، پانی وغیرہ ضروری ہیں۔

زراعت کے بعد صنعت کا نمبر ہے صنعت اس وقت بڑھ سکتی ہے جب زراعت بڑھے۔ زراعت میں نئے طریقے استعمال کرنے سے بہت سے کسان اور کھیتوں پر کام کرنے والے مزدور صنعت میں لگائے جا سکتے ہیں۔ پچھلی صدی اور خاص کر موجودہ جنگ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ بغیر صنعت کے کوئی ملک ترقی نہیں کر سکتا۔

جنگ سے پہلے ہندوستان میں صنعت برائے نام تھی۔ جنگ کی وجہ سے ملکی صنعت بڑھ گئی ہے اس کو اور بھی بڑھایا جائے۔ تاکہ ملک کی ضروریات کے لئے ہمیں غیر ملکوں کا محتاج نہ ہونا پڑے۔ ظاہر ہے کہ بڑی بڑی مشینیں جو ہماری ضروریات کی چیزیں بناتی ہیں ہمارے ملک میں ابھی نہیں بن سکتیں۔ مشینیں ہم دوسرے ملکوں سے خرید سکتے ہیں۔ نیز یہ کہ ٹیکنیکل آدمی بھی یہاں موجود نہیں ہیں۔ انہیں ہم دوسرے ممالک سے بلا سکتے ہیں۔ جو ہمارے نوجوانوں کو ٹیکنیکل تعلیم دیں۔ اور انہیں اس قابل بنا دیں کہ مشینی چیزیں ملک میں بآسانی ہم خود بنا سکیں۔

ملک کی زراعت اور صنعت بڑھے گی تو اس کے لئے منڈی کی بھی ضرورت ہوگی۔ مال کے لانے اور لے جانے کے لئے اچھی سڑکیں بھی درکار ہوں گی۔ لاکھوں گاؤں میں سڑکیں نہیں پہنچ سکیں۔ اس لئے نئی سڑکیں بنانے اور موجودہ سڑکوں کی درستی ضروری ہے۔ حکومت ایک اسکیم پر غور کر رہی ہے۔ جس کے مطابق بعد جنگ ہم کو چار لاکھ میل نئی سڑکوں کی ضرورت ہے۔

سوویٹ روس اور ترکی کے تعلقات کا مستقبل

یالٹا کانفرنس کے فیصلوں کا اثر

روس اور ترکی کے درمیان غیر جانبداری اور دوستی کے معاہدہ کی منسوخی کو انقرہ میں جو اثر لیا گیا ہے اسے لندن کے سیاسی حلقوں میں غیر حقیقی بتایا جا رہا ہے اور یہ کہا جا رہا ہے ترکی کو آگے چل کر پیش آنے والے واقعات کا ٹھیک ٹھیک اندازہ نہیں ہے۔ انقرہ میں غیر ضروری طور پر جو رائے ظاہر کی گئی ہے اس میں اس بات پر خاص زور دیا گیا ہے کہ روس کے نئے معاہدہ کے مضمون پر جو گفتگو ہوگی اس میں درہ دانیال کے مستقبل سے متعلق مونٹرو کنونشن کو زیر بحث نہیں لایا جائے گا اور ترکی کی دوسری سیاسی ذمہ داریوں کی بھی رعایت رکھنی پڑے گی۔ لندن میں اس پر یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ مشرقی بحر روم میں مختلف قسم کے جو بے شمار مسئلے حل کرنا ہیں ان کے بارے میں ترکی نے کچھ تنگ نظری سے کام لیا ہے۔ باخبر سیاسی حلقوں کو یقین ہے کہ ۱۹۳۹ء تک ڈینوب کے زیریں حصے پر کنٹرول کے سلسلے میں جن معاہدوں پر عمل درآمد ہو رہا تھا ان میں ترمیم کرنے کے لئے یالٹا میں تین بڑے ابتدائی غور و خوض کر چکے ہیں۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ درہ دانیال یا ڈینوب کے دہانے یا جزائر ڈوڈیکانیز کے معاملہ پر الگ الگ غور نہیں کیا جا سکے گا۔ بلکہ مشرقی بحر روم کے سب مسئلوں کو یالٹا کے فارمولے کے اصول پر طے کیا جائے گا۔ ان امور پر تین بڑے اتحادی ملکوں یا کسی ایک ملک سے الگ بات نہیں کی جا سکے گی۔ اس لئے ترکی کا یہ امید کرنا کہ وہ دوسرے مسائل سے الگ ہو کر روس سے اپنے تعلقات طے کر سکے گا۔ غلط ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ترکی کو اس امر کا اندازہ ہوگا کہ آگے چل کر کیا واقعات پیش آنے والے ہیں۔

اخبار ازسٹین نے اپنی تازہ اشاعت میں روس اور ترکی کے تعلقات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

روس اور ترکی کے درمیان دوستی اور غیر جانبداری کا معاہدہ کالعدم ہو چکا۔ اس معاہدہ پر ۱۹۲۵ء میں دستخط ہوئے تھے۔ ۱۹۲۹ء اور ۱۹۳۱ء میں کچھ اضافے کے ساتھ اس کی تجدید ہوئی ۱۹۳۵ء میں دس سال کے لئے پھر تجدید ہوئی۔ ماسکو ریڈیو کا بیان ہے کہ روس نے ترکی کو اپنی اس خواہش سے مطلع کر دیا ہے کہ معاہدہ ختم ہو جانا چاہئے کیونکہ وہ اب زمانے اور حالات کے مطابق نہیں رہا۔ بالخصوص یہ معاہدہ نومبر میں روس کی امن و سلامتی کی اسکیم سے متصادم ہوتا ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ معاہدہ میں کافی اصلاح کی ضرورت ہے اور یہ کب جا سکتا ہے کہ روس نئے معاہدہ کے سلسلہ میں گفت و شنید کرنے پر آمادہ ہوگا۔ روس کے اخبار ازوسٹیا نے لکھا ہے کہ روس اور ترکی کے تعلقات میں کچھ ایسی چیزیں نہیں ہیں جن کی اس وقت ضرورت ہے۔ اس نئے معاہدہ کو منسوخ ہو جانا چاہئے معاہدہ مذکور نے اس طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان از سر نو تعلقات طے ہونے چاہئیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۲۵ء کا معاہدہ فرسودہ سیاسی نظام سے تعلق رکھتا ہے جب معاہدہ ہوا تھا تو اسے روس اور ترکی دونوں نے خوش آمدید کہا تھا۔ ان دونوں ملکوں کے صرف چند دوست تھے۔ اسی لئے معاہدے کے دیباچہ میں روس اور ترکی کی دوستی کو "غیر معمولی" بتایا گیا ہے۔ اور یہ بالکل صحیح ہے ۱۹۲۹ء کے اعلان سے یہ معاہدہ اور مضبوط ہو گیا۔ اس اعلان میں روس اور ترکی کے تعلقات کی پختگی پر ایک بار پھر زور دیا گیا۔ لیکن رفتہ رفتہ ان دونوں ملکوں کا ایک نقصان بھی ہو گیا ہے۔ اور آج سب کو معلوم ہے کہ یہ معاہدے بے نتیجہ ثابت ہوئے۔ کیلوگ پیکٹ ہونے ہی معاہدوں کا زور بڑھ گیا اور بہت سے ملکوں نے ایک دوسرے سے غیر جارحانہ معاہدے کرنے شروع کر دئیے ایک وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ معاہدے اور دیرپا ثابت ہوں گے کیونکہ ان ہی میں سے ایک معاہدہ کی بدولت اطالوی ترکی جیسی طاقتوں کو وہ اعتماد حاصل ہو گیا جو تعمیر کے لئے ضروری ہے لیکن سچ پوچھئے تو یہ معاہدے جارح قوموں کے لئے ایک پردہ تھے جسے اتار نے کے لئے وہ تیار نہ تھیں۔ پڑوسی ملکوں کے آپس کے معاہدے بھی ناکام ثابت ہوئے کیونکہ ۱۹۳۹ء میں روس پر یہ الزام لگایا گیا کہ اس نے اپنے پڑوسی ملکوں کے ساتھ جو معاہدے کئے تھے انہیں وہ توڑ رہا ہے لیکن بعد میں روس کا عمل جائز ثابت ہو گیا۔

ترکی اور روس کے درمیان معاہدہ برقرار رہا اگرچہ اس معاہدے کی غیر جانبداری کی دفعات ترکی اور روس کی ان ذمہ داریوں سے متصادم ہوتی تھیں جو جمعیت اقوام کے رکن کی حیثیت سے انھوں نے اپنے ذمہ لی تھیں۔ لیکن یہ دفعات سلامتی کے ان معاہدوں کے مطابق تھیں جو ترکی نے دیاست ہائے بلقان اور ایشیائی پڑوسیوں سے کئے تھے اس تمام عرصے میں ترکی کے سامنے دو مقصد رہے یعنی اپنے پڑوسیوں کے ساتھ امن و امان سے رہنا اور آبنائے باسفورس میں اپنی وہی پوزیشن قائم رکھنے جو مونٹرو کنونشن کے لئے ہو چکی ہے بہر حال ۱۹۳۹ء میں روس نے ترکی کو ایک نیا معاہدہ کرنے کی دعوت دی اور ماسکو میں گفت و شنید شروع ہوئی مگر وہ بے نتیجہ ثابت ہوئی اس وقت روس جرمنی سے غیر جارحانہ معاہدہ کر چکا تھا اور ترکی برطانیہ اور فرانس سے باہمی امداد کا معاہدہ کرنے والا تھا اس لئے ان دونوں باتوں میں مطابقت نہیں پیدا کی جا سکتی تھی چنانچہ ۱۹۲۵ء کا معاہدہ جاری رہا۔ بظاہر ترکی کو یقین تھا کہ جرمنی اور بالخصوص اٹلی کو روکنے کے لئے روس کے معاہدہ میں فرانس اور برطانیہ پر زیادہ قوت ہے لیکن فرانس کے زوال سے ترکی یہ اندازہ ہوا کہ دوسروں کی طرح اس کا بھی اندازہ غلط تھا۔ مارچ ۱۹۴۱ء میں ترکی اور روس نے ایک دوسرے کو غیر جانبداری کا پھر یقین دلایا۔ اس کے بعد اپریل میں صورت حال اچانک بدل گئی۔ جرمنی نے بلقان پر زبردست حملہ شروع کر دیا تو جون میں ترکی نے اپنی پالیسی کو نئے حالات اور واقعات کے مطابق بنانے کے لئے جرمنی سے ایک غیر جارحانہ معاہدہ کیا۔ اس کے چند دن بعد جرمنی نے روس پر حملہ کر دیا۔ ترکی اور جرمنی کے معاہدہ کا جنگ پر کوئی اثر نہیں پڑا جیسا کہ واقعات سے ثابت ہو چکا ہے لیکن ترکی کا نظریہ تھا کہ اس نے خود حفاظتی کے لئے معاہدہ کیا ہے۔ اس معاہدے سے جرمنی کو فائدہ پہنچا لیکن ترکی کو بڑی بیش قیمت مدد ملی۔ لیکن روس اور ترکی کے تعلقات خراب ہو گئے۔ اور اگرچہ اگست ۱۹۴۱ء تک میں وہی دوستی کی پھر تصدیق کی گئی لیکن یہ بار بار کہا گیا اور بالخصوص دسمبر ۱۹۴۳ء میں قاہرہ کانفرنس میں یہ رائے ظاہر کی گئی کہ پہلے تو برطانیہ نے روس اور ترکی کے درمیان کشیدگی نہیں بڑھنے دی۔

اس کے بعد برطانیہ اور امریکہ دونوں نے اس سلسلہ میں اپنا اثر استعمال کیا۔

جرمنی کے خلاف ترکی کے اعلان جنگ کے بعد روس ترکی کے درمیان تعلقات غالباً بہتر ہو گئے ہوں گے اور اب دوسرے معاہدے کی گفت و شنید شروع کرنے کا موقع ہے دونوں طرف یہ محسوس کیا جائے گا کہ اب کسی ٹھوس چیز کی ضرورت ہے یہ ضروری نہیں کہ نئے معاہدہ میں آبنائے باسفورس یا بلقان میں ترکی کی پوزیشن کا براہ راست ذکر موجود ہو۔ لیکن دونوں باتیں بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ روس کے سامنے علاقہ وار سلامتی کی ایک اسکیم ہے جو ڈمبارٹن اوکس کے مطابق ہے جس پر سان فرانسسکو میں غور کیا جائے گا۔

سب کی خواہش یہی ہے کہ یہ حالت میں روس اور ترکی کے درمیان مضبوط بنیادوں پر دوستی قائم ...

البانیہ کی اسلامی ریاست

البانیہ یورپ کی واحد اسلامی ریاست تھی۔ احمد زوغو وہاں کے بادشاہ تھے ۱۹۳۹ء میں جب مسولینی نے البانیہ پر حملہ کیا تو بادشاہ سلامت اپنے بال بچوں سمیت البانیہ سے فرار ہو گئے لیکن وہاں کے عام مسلمان کہاں جاتے؟ چنانچہ انھوں نے مسولینی کی فوجوں کا مقابلہ کیا اور جب البانیہ پر دشمنوں کا قبضہ ہو گیا تو انھوں نے پہاڑوں اور جنگلوں میں پناہ لی اور فوجیں بنائیں اور نازیوں سے لڑتے رہے۔ وطن کی اس جنگ آزادی میں البانیہ کے تمام باشندوں نے ان مجاہدین کا ساتھ دیا چنانچہ اس تحریک کو منظم کرنے کے لئے ایک مجلس احرار بنائی گئی جس میں تمام محب وطن جماعتیں شریک ہوئیں۔ آخر یہ لوگ اپنے وطن کو نازیوں سے آزاد کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ پچھلے مہینے مجلس احرار البانیہ نے برطانوی حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ اس مشترکہ جماعت کو البانیہ کی عارضی حکومت تسلیم کرے لیکن مسٹر ایڈن برطانوی وزیر خارجہ نے پارلیمنٹ میں اعلان کیا کہ برطانوی حکومت نے مجاہدین البانیہ کی درخواست رد کر دی ہے کیونکہ اسے اس بات کا یقین نہیں ہے کہ آیا یہ جماعت باشندگان البانیہ کی نمائندہ ہے یا نہیں۔ چنانچہ ایک برطانوی فوجی مشن البانیہ کے دارالسلطنت ترانا کو بھیجا گیا تاکہ وہ حالات کی جانچ کرے۔

برطانوی حکومت کی ٹال مٹول پر ہمیں حیرت نہیں ہے کیونکہ البانیہ کی آزاد قومی کمیٹی میں انہیں عناصر کا مجموعہ ہے جن سے برطانوی حکومت ہمیشہ گھبراتی رہتی ہے مثلاً جمہوریت پسند، لبرل، سوشلسٹ اور کمیونسٹ۔ اس مجلس کا صدر جنرل انور ہوجا ایک کمیونسٹ لیڈر ہے۔ ابتدا میں اس مجلس میں بعض رجعت پسند لوگ بھی شریک تھے لیکن نومبر ۱۹۴۳ء میں جب ہٹلر نے البانیہ پر قبضہ کیا تو اس نے نیشنلسٹوں کو کمیونزم کے خطرات سے آگاہ کرنا شروع کیا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ گروہ نازیوں سے لڑنے کے بجائے ان سے جا ملا لیکن مجلس احرار کی طاقت بڑھتی رہی اور آج وہ البانیہ میں برسر اقتدار ہے۔ اس کے پاس بیس ہزار کی مسلح اور تجربہ کار فوج موجود ہے جو یوگوسلاوی فوجوں کے نمونے پر تیار کی گئی ہے۔

مجلس احرار کا پروگرام بھی یوگوسلاوی حکومت کے پروگرام سے ملتا جلتا ہے۔ چنانچہ اس جماعت نے فیصلہ کیا ہے کہ بادشاہ زوغو کو البانوی باشندوں کی مرضی کے بغیر البانیہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ ہوگی کیونکہ وہ ان کو چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ البانیہ میں جمہوری حکومت قائم ہوگی جسے وہاں کے عام باشندے چنیں گے۔ وہ لوگ جو جرمنی اور اٹلی کے طرفدار تھے ان کی زمینیں قوم کی مشترکہ ملکیت ہوں گی۔ ان لوگوں کی ملکیت ضبط کر لی جائے گی جو نازیوں سے مل گئے تھے اور زرعی اصلاحات کی جائیں گی تاکہ عام کسانوں کی جو تقریباً سب کے سب مسلمان ہیں زندگی سدھر سکے۔

ہندوستان کا سیاسی تعطل

بقیہ سلسلہ صفحہ (اول)

آسام میں جدید وزارت کے ساتھ کانگریس کا اشتراک عمل اور سندھ میں ہدایت اللہ وزارت کے ساتھ سندھ کی کانگریسی اسمبلی پارٹی کا تعاون ارباب کانگریس کے رجحانات کا آئینہ دار ہے۔ یہ خیال اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے کہ لارڈ ویول کی انگلستان کو روانگی کا مقصد یہ ہے کہ صوبہ سرحد میں جو پالیسی اختیار کی گئی ہے اس کو دوسرے صوبوں کی حد تک وسعت دی جائے۔

برطانوی جرائد نے جو کچھ عرصے سے ہندوستان کے سیاسی مسائل سے متعلق اپنی بڑھتی ہوئی دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں لارڈ ویول کی آمد کا خیر مقدم کیا۔ لندن ٹائمز تحریر کرتا ہے کہ کرپس کی تجاویز کو قبول کرو یا چھوڑ دو کی پالیسی اب مفید نہیں ہو سکتی بلکہ دوران جنگ میں اور جنگ کے بعد بھی ہندوستان اور برطانیہ کے اشتراک عمل کے لئے خطرات سے مملو ہے۔ برطانیہ کو چاہئے کہ اپنی حلف پالیسی کو روبہ عمل لانے کے لئے موثر قدم اٹھانا چاہئے۔

اس کے ساتھ ساتھ بعض نقاد کچھ شبہات کا بھی اظہار کر رہے ہیں۔ بعض افراد کا خیال ہے کہ سان فرانسسکو کانفرنس کا انعقاد چونکہ قریب ہے اس لئے برطانیہ ہندوستان کی طرف مصلحتاً دست تعاون بڑھا رہا ہے۔ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی وجہ وہ پیچیدہ مشکلات ہیں جو حکومت ہند کو مرکزی اسمبلی میں اتفاق پڑیں۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ برطانیہ ہندوستان سے ایک ایسے وقت سمجھوتہ کرنا چاہتا ہے جبکہ ہندوستان میں سودا کرنے کی قوت گھٹی ہوئی ہے۔ یہ کہنا دشوار ہے کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ حکومت برطانیہ جو ایک عرصے سے بے عمل تھی اب سیاسی تعطل کو دور کرنے کے لئے پہلا قدم اٹھا چکی ہے۔ اگر لندن کی گفتگو نتیجہ خیز ہوگی تو دوسرا قدم صوبوں اور مرکز میں عوامی حکومت کے قیام کی صورت میں اٹھایا جائے گا۔

مابعد جنگ ہندوستان میں کیا ہونا چاہئے

بقیہ سلسلہ صفحہ (۲)

چار قسم کی ہوں گی۔ اور ہر بڑے شہر قصبہ اور گاؤں کو ایک دوسرے سے ملائیں گی۔

ریلوے کو بڑھانے کے لئے بھی حکومت غور کر رہی ہے۔ تجارت کے لئے ریلوے ایسی ضروری چیز ہے جیسے انسانی جسم کے لئے نسیں۔ تجارت بڑھنے پر مال کی آمدورفت زیادہ ہو جائے گی۔ بلکہ کاروباری لوگ اور دوسرے لوگ زیادہ سفر کریں گے۔ اس لئے ریلوے لائنیں اور گاڑی کے ڈبوں کی تعداد بھی بڑھانا چاہئے۔ حکومت کا خیال ہے کہ تیسرے درجے کے مسافروں کے لئے زیادہ آرام دہ ڈبے بنائے جائیں۔

جنگ کے بعد ہندوستان کا دوسرے ملکوں سے کاروبار بڑھنا ضروری ہے۔ اس لئے ہوائی صنعت بھی بڑھنا چاہئے۔ جنگ سے پہلے بھی ہندوستان کی چند کمپنیاں اپنے ہوائی جہازوں میں مسافر لے جایا کرتی تھیں۔ ہندوستان کے نمائندے شکاگو کی ہوائی کانفرنس میں اس بارے میں دوسری قوموں سے مشورہ کر کے واپس آ چکے ہیں۔ حکومت کے سامنے ایک اسکیم موجود ہے جس میں نئے ہوائی راستے کھولنے کی تجویز ہے۔ ہندوستان کے لئے بڑے بڑے شہروں میں ہوائی اڈے قائم کئے جائیں گے نئے ہوائی جہاز بنائے جائیں گے اور کرایہ بھی کم ہوگا۔ ہوائی جہاز میں مسافروں کے آرام کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے۔

ہندوستان میں بہت دن سے تعلیم کی کمی ہے۔ غیر تعلیم یافتہ قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی اس لئے جنگ کے بعد حکومت کو تعلیم عام کرنے کا انتظام کرنا ہوگا۔ اس کے علاوہ ٹیکنیکل تعلیم دی جائے۔ اس سلسلے میں مسٹر سارجنٹ کی ایک تعلیمی اسکیم شائع ہو چکی ہے۔

عوام کی صحت کا خیال کرنا حکومت کا فرض ہے۔ ہر شخص کو علاج مفت ہو۔ ہسپتال اور دواخانے زیادہ کھولے جائیں۔ اور ڈاکٹروں اور نرسوں کی تعلیم کے لئے مدرسے کھولے جائیں۔ دوسرے ملکوں کی طرح ہندوستان کی حکومت بھی ان باتوں پر غور کر رہی ہے۔ ہندوستان کی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے طرح طرح کی اسکیمیں تیار کی گئی ہیں۔ انہیں عمل میں لانا آسان نہیں۔ ان اسکیموں کو کامیاب بنانے کے لئے ان کی کوشش اور ہمدردی کی ضرورت ہے جو ہندوستان کو عزیز رکھتے ہیں۔

سگریٹوں کی قلت اور اس کے اسباب

بقیہ سلسلہ صفحہ (۳)

بے طریقہ عمل کے نفاذ سے سگریٹوں کے مصنوعی قحط کا ازالہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ محکمہ رسد کو چاہئے کہ وہ اپنی توجہ بہ عجلت تمام اس امر کی جانب مبذول کرے تاکہ سگریٹ کی عدم دستیابی کا مسئلہ حل ہو جائے۔

ایک سگریٹ نوش

جنگ آئندہ پانچ ہفتوں سے زائد جاری نہیں رہے گی

لندن ۲۰ اپریل۔ جنگ آئندہ پانچ ہفتوں سے زائد جاری نہیں رہے گی۔ سنڈے ایکسپریس کے سیاسی نامہ نگار نے یہ اطلاع ایسے حلقوں سے حاصل کر کے روانہ کی ہے جن کا فیصلہ بالکل صحیح رہا۔

اس نامہ نگار نے لکھا ہے کہ جرمن فوج کسی وقت بھی ایک منظم قوت نہیں رہی ہے۔ نازی حکومت سوائے عسکری یا بلدی کوئی حکومتی اختیار باقی نہیں رہا اس کی پوری طرح شہادت پائی جاتی ہے کہ جنرل اسٹاف اور افواج کے مابین میدان جنگ حراب کوئی ربط برقرار نہیں رہا۔ اور شہر کو اس کی اپنی صوابدید پر اس فیصلہ کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ اتحادیوں کی آمد پر مقابلہ کرے۔

ہر جگہ فوجی اور شہری رسد بالکل ختم ہو چکی ہے۔ جرمن عوام اور جرمن لیڈر کسی طے شدہ یا مکمل لائحہ عمل یا منصوبے کے تحت کام نہیں کر رہے ہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اتحادی حملے کے لئے یہ قطعاً تیار نہیں تھے اور ان پر حملہ اچانک ہی ہوا ہے۔ اس کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا جارہا ہے کہ نازیوں نے ہمیشہ یہ اعلان کرتے ہوئے کہ جرمنی پر حملہ ناممکن ہے۔ اس خیال کو ترک ہی کر دیا تھا کہ حملہ ہو بھی سکتا ہے۔

سب سے آخر میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ اب جبکہ کہ مرکزی حکومت اور ہر سرکاری ادارے کا نظام کچھ ایسا ہو گیا ہے کہ شاید اتحادیوں کو اپنے تسلیم جو ہتھے ہوں گے اور سمجھا ہے اس کے کہ جرمنوں کو خود حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے کا موقع دیا جائے بلا شبہ وسیع اور امور مملکت ٹھیک ٹھاک کر کے سب سے پہلے باہر ہی کو مقرر کرنا ہوگا۔

جو لوگ واقف کار ہیں ان کا خیال ہے کہ جرمنی کی اس وقت وہی حالت ہے جو اٹلی کی ہتھیار ڈالنے سے دس دن قبل تھی صرف فرق یہی ہے کہ جرمنی کے ہاں اس وقت ایسی کوئی حکومت نہیں ہے جو ہتھیار ڈالنے کی طرف مائل ہو۔

کے کانہ مسٹر عبدالرحمن صدیقی نے ایک ملاقات میں اعلان کیا کہ فرنسسکو ایک مضحکہ خیز تماشہ ثابت ہوگی ہو اسے اس صورت سے کہ آخری وقت میں اس پر بلاؤ ایمانداری اور انصاف کو کام میں لائیں۔

تعلقات بحر الکاہل کی کانفرنس کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر صدیقی نے کہا کہ وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مستقبل کے تحفظ کا دار و مدار ڈمبرٹن اوکس یا اس سے بہتر تجاویز پر ہے۔ بہتر کا لفظ خود اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ ہاٹ اسپرنگس کانفرنس کے نمائندے ڈمبرٹن اوکس کی تجاویز سے مطمئن نہیں تھے۔

مسٹر صدیقی نے بیان جاری رکھتے ہوئے کہا ہندوستان کو چاہئے کہ باہمی نزاعات اور اختلافات کے باوجود اپنی قسمت کا آپ فیصلہ کرے۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ کا برطانیہ نہ صرف امن و تحفظ ہی کے لئے نہیں بلکہ اپنے مفاد کے تحت دنیا پر اقتصادی اقتدار حاصل کرنے کے لئے اپنی آمریت قائم کرنا چاہتے ہیں ان لوگوں نے مقبوضات اور سب اقوام کے حقوق کی نسبت اپنے ارادوں کا تا حال اعلان نہیں کیا ہے بیان جاری رکھتے ہوئے مسٹر صدیقی نے کہا بیرون ہند ہندوستان کے خلاف پروپگنڈے کرنے والے اداروں کی تعداد میں کمی ہیں اور وہ برابر تحریری کام کئے جارہے ہیں اور ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں۔

اب ان دول کو اس کا احساس ہو چکا ہے کہ سرکاری وفود ٹھیک اثر پیدا نہیں کر سکتے اس کا بہتر ثبوت وہ ناکامی ہے جو ہندوستانی سرکاری وفد نے کوشش کو بریٹن وڈز کانفرنس، رائی اور ہاٹ اسپرنگس کانفرنس میں اٹھانی پڑی۔ مسٹر صدیقی نے مسز وجے لکشمی پنڈت کی مساعی کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ نہ صرف ہندوستان ہی کی بلکہ بر اعظم ایشیا کی ہندوستانیوں کی جن کی تعداد لاکھوں ہے کی بھی بہترین طریقے سے خدمت کر رہی ہیں۔ آپ نے آخر میں کہا مسز پنڈت اور کچھ عرصہ وہاں ٹھہریں گی اور مجھے یقین ہے کہ وہ اسی طرح جد و جہد جاری رکھیں گی۔

سپرو قرارداد مسلم لیگی نقطہ نظر کو نظر انداز کرتی ہے

بقیہ سلسلہ صفحہ (۲)

وزارت کا مسئلہ قائد اکثریتی جماعت کا مرہون منت ہے یہ قرارداد گاندھی جی کی ہدایات کی محض تفسیر ہے اور یہیں سلوم ہے کہ کانگریس دور تسلط میں ان ہدایات کے کیا معنی لئے گئے مسلم لیگ کا مطالبہ ہے کہ مخلوط کابینہ میں مسلم لیگی نمائندے آئیں اور یہ کہ تمام مسلمان اس پر متفق ہیں کہ مخصوص صوبہ کی مسلم نمائندگی ہو جائے۔

اکابر لندن ساری دنیا کو آپس میں تقسیم کرنے کے منصوبے باندھ رہے ہیں

کلکتہ ۲۰ اپریل۔ بین الاقوامی کاروبار اور تعلقات بحر الکاہل کی کانفرنس کے ہندوستانی نمائندوں

اعلان

محکمۂ صدر ناظم و معتمد سرکار عالی صیغۂ رسد

نشان (۱۸۲) مورخہ ۲۵ خورداد بہشت ۱۳۵۳ف

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت دفعہ ۱ ضمن (۱) (الف) انسداد ذخیرہ بندی و نفع اندوزی بابتہ ۱۳۵۲ف مجھے حاصل ہیں میں درآمد شدہ چھوٹی کے سامان اور اوزار کے تمام تھوک اور چلر فروش تاجروں کو حکم دیتا ہوں کہ وہ بہ پابندی ہدایات ذیل اشیاء پر چلر فروشی کی قیمتیں ثبت کریں یا دکان کے نمایاں مقام پر فہرست قیمت آویزاں کریں جس میں چلر فروشی کی قیمتوں کو صاف اور واضح طور پر بتایا جائے گا۔

الف۔ جو تاجر صرف تھوک فروش ہیں وہ ایسی فہرست آویزاں کریں جس میں تھوک فروشی دونوں کی قیمتیں درج ہوں گی۔

ب۔ چلر فروش تاجر جہاں ممکن ہو اشیاء پر قیمتوں کی علامات ثبت کریں گے اور جہاں ایسی علامات ثبت کرنا ممکن نہ ہو دکان کے نمایاں مقام پر فہرست آویزاں کریں گے۔

ج۔ بلدہ حیدرآباد، مستقر اورنگ آباد و مستقر جالنہ میں قیمتیں بزبان اردو انگریزی اور دیگر مقامات پر اردو اور مقامی زبان میں لکھی یا ثبت کی جائیں گی۔

د۔ جو قیمتیں ثبت یا نمایاں کی جائیں گی وہ ان انتہائی قیمتوں سے متجاوز نہ ہوں گی جو فی الوقت تحت دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی و نفع اندوزی جائز طور پر نافذ کی جا سکتی ہیں۔

ھ۔ فہرست قیمت نمایاں کرنے کی صورت میں فہرست میں اشیاء کی مختلف اقسام کو مختلف حصص میں درج کیا جائے گا اور ہر حصہ میں حتی الامکان اشیاء بترتیب حروف تہجی درج کی جائیں گی۔

منجانب صدر ناظم و معتمد رسد

اعلان

محکمۂ صدر ناظم و معتمد سرکار عالی صیغۂ رسد

نشان (۱۸۳) مورخہ ۲۲ خورداد بہشت ۱۳۵۴ف

حسب الحکم عالیجناب نواب سر صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت دفعہ ۳ ضمن (۱) فقرہ (ج) دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی و نفع اندوزی صدر اعظم بہادر باجلاس باب حکومت کو حاصل ہیں بذریعہ ہذا اعلان محکمہ رسد نشان (۷۷) مورخہ ۱۶ آبان ۱۳۵۳ف متعلقہ تعین قیمت گوالن چھاپ میٹھا منجمد دودھ میں حسب ذیل ترمیم کی جاتی ہے۔

اعلان مذکور کی فہرست میں خانہ ۲ اور ۳ کے موجودہ اندراجات کو حذف کر کے ان کی بجائے علی الترتیب اندراجات "۴۴ - ۱ - ۰ (روپیہ آنہ پائی) فی ٹن ۴۸ ڈبوں کی" اور "۱ - ۲ - ۶ (روپیہ آنہ پائی) فی ڈبہ" قائم کئے جائیں۔

منجانب صدر ناظم و معتمد رسد

نشان (۱۸۵) مورخہ ۱۳ خورداد بہشت ۱۳۵۳ف

اعلان محکمۂ صدر ناظم و معتمد سرکار عالی صیغۂ رسد

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت دفعہ (۳) ضمن (۱) فقرہ (ج) دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی و نفع اندوزی بابتہ ۱۳۵۲ف صدر اعظم بہادر باجلاس باب حکومت کو حاصل ہیں ضمیمہ دوم منسلکہ اعلان محکمہ رسد نشان (۱۱۷) مورخہ ۱۰ خورداد بہشت ۱۳۵۳ف میں بذریعہ ہذا جزئی ترمیم کی جاتی ہے اور چلر فروشی کی ان انتہائی قیمتوں کا تعین کیا جاتا ہے جن پر کوئی تاجر یا تیار کنندہ پائپ میں پینے کی تمباکو کے اقسام صراحت ذیل کو فروخت کر سکے گا۔

صراحت مشے	انتہائی قیمت چلر فروشی سکہ عثمانیہ (روپیہ آنہ پائی)		
باؤنیز آئینڈ پل	۲ - ۱۱ - ۰ فی ڈبہ ۲ اونس	پلیرس نیوی کٹ میڈیم	۵ - ۱۵ - ۸
کریون مکسچر	۲ - ۸ - ۶ - ۲	تھری ننس	۵ - ۱۰ - ۸
گولڈ بلاک	۵ - ۵ - ۱۰ - ۲	کیپسٹن میڈیم	۳ - ۱۲ - ۰
پلیرس نیوی کٹ میڈیم	۵ - ۵ - ۱۰ - ۴	کوئی کٹ پلگ	۴ - ۲ - ۲
ارینمور مکسچر	۵ - ۱۰ - ۰ - ۲	کرس کروس ڈی	۱ - ۹ - ۱۰

فی پاکٹ ۵ اونس

منجانب صدر ناظم و معتمد رسد

سلسلہ مطبوعات انجمن طیلسانین عثمانیہ

۱۔ مہد ابراہیم عادل شاہ ثانی کے متوسلیان
سید علی محسن۔ ام اے عثمانیہ ۱۲
۲۔ سلطان احمد تیمی۔ نصیر احمد ام اے ۔ ۸
۳۔ امام غزالی کے کلامی خصوصیات
محمد غوث محبوب نگری ام اے ۱۲
۴۔ دیہات کی معاشی تحقیق
محمد ناصر علی ام اے ۱۲
۵۔ دربار اودھ کا اثر لکھنوی کی شاعری پر
محمد عظیم ام اے ۱
۶۔ معاشیات کی الف ب
محمد ناصر علی ام اے ۸
۷۔ حیدر معاوضت اور حیدرآباد
مخدوم علی خان ام اے ۸
۸۔ بلدہ سے قصبے تک
محمد فاروقی بی اے ۳
۹۔ یادداشتیں۔ نذر حسین آفندی ام ایس سی ۳
۱۰۔ مقامی محاصل ان کے اقسام اور نوعیت
محمد فاروقی بی اے ۳
۱۱۔ اسلام کے معاشی نظریے محمد یوسف الدین ام اے ۲

ملنے کا پتہ :-
دفتر مجلہ طیلسانین
انجمن طیلسانین (عثمانیہ)
گنش گدہ باغ عام۔ ٹیلیفون نمبر ۲۶۵۳

ہندستان کے بہترین ٹائیلٹ

نائیلا

نائیلا کریم، اسنو، برلین ٹائمین
آمنڈ ہیرآئیل، پوڈر استعمال کیجئے
سول ایجنٹ :-

ریڈیو اینڈ ٹاکی ہوز
روبرو حیدرآباد اسٹیٹ بنک

مہاراجہ وجیٹیبل ہیرآئیل

طلائی تمغہ یافتہ

بالوں کو بڑھاتا ہے سفیدی کو روکتا
ہے دماغ کو قوت آنکھوں کو ٹھنڈک
پہونچاتا ہے اور فرحت بخشتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۲؎
بھگوان اینڈ کمپنی
گلزار حوض حیدرآباد دکن

مسائل حاضرہ پر منتخب کتابیں

جنگ اور اغذیہ از ڈاکٹر اقبال قریشی ۱۵؍
مسئلہ غذا۔ اور قیمتوں پر نگرانی (از رنگناچاری) قیمت ۸؍
جنگ اور مالیہ
ہندوستان کے زر پر جنگ کے اثرات
از محمد احمد خان ۱۲؍
جنگ اور مسئلہ غذا۔ از شفیق سید احمد ۸؍
حیدرآباد کی قیمتوں پر جنگ کے تاثرات
از نظام الدین احمد ۸؍
حیدرآباد اور قیمتوں پر نگرانی
غذا اور قیمتوں پر نگرانی از احمد عبدالماجد
حکومت اور نگرانی کا مسئلہ

مکتبہ ابراہیمیہ۔ حیدرآباد

تاج محل

ہیر ڈریسنگ سیلون
لیڈر جابیز ہیمنش
روبرو دواخانہ ڈاکر اوسکر بیگم بازار

فون نمبر ۳۲۷

خزانہ عامرہ کی موڑ پر
بنارسی مال
کا مخزن
رام بخش جے چند (لاڈ بازار)
بیوپاریوں اور آرڈر پر سپلائی کرنے والی

پارچہ جات

ایف۔ ڈی۔ خان اینڈ کمپنی

محی الدین بلڈنگ حیدرآباد
فون نمبر ۲۸۴۶

مہدی پریس چار مینار میں چھپ کر دفتر حکمت ساہجہ نور سے شائع ہوا۔